REGD No P. 67

رجسٹرڈ نمبر

۲۵ ہجرت ۱۳۴۶ ہش | ۱۵ صفر ۱۳۸۷ ہجری | ۲۵ مئی ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۳ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۸ مئی کی رپورٹ مظہر ہے کہ

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

الحمد للہ

قادیان ۲۳ مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

جماعت احمدیہ سے

خلافت کی دائمی نعمت عطا کئے جانیکا خدائی وعدہ

ارشاد عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی وفات سے کم و بیش دو سال قبل "الوصیت" کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں حضور نے اپنی وفات کی نسبت خدا تعالیٰ کے بعض الہامات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی جماعت کو بطور وصیت بعض اہم امور کی طرف توجہ دلائی۔ انہی میں حضور نے جماعت احمدیہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کے اس دائمی وعدہ کا بھی ذکر فرمایا جو آپ کے بعد خلافت کی نعمت کے رنگ میں ظاہر ہونے والا تھا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی (یعنی حضور کی وفات۔ ناقل) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔"

"اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں بستی ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔"

"خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی لذات کو چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔" (رسالہ الوصیت مطبوعہ ۱۹۰۶ء)

جماعت احمدیہ کے ممتاز بزرگ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے رفیق کار

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ربوہ میں رحلت فرما گئے

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن

قادیان۔ بذریعہ تار اطلاع ربوہ سے یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممتاز بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے نہایت مخلص رفیق کار حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ایک لمبی علالت کے بعد ۱۵/۱۶ مئی کی درمیانی شب ۷۸ سال کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مورخہ ۱۶ مئی کو بعد نماز عصر بہشتی مقبرہ ربوہ کے میدان میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی جنازہ کو کندھا دیا۔ مقبرہ بہشتی میں تدفین مکمل ہونے پر حضور ہی نے دعا کرائی۔ ربوہ کے مقامی احباب بکثرت شریک ہوئے اور بیرونجات سے بھی احباب شریک جنازہ ہوئے۔

قادیان میں آپ کی رحلت کی اطلاع بذریعہ تار موصول ہونے پر حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے جمعہ کے خطبہ ثانیہ میں یہ افسوسناک اطلاع درویشان تک پہنچاتے ہوئے رقت بھری آواز میں آپ کے مناقب جلیلہ پر مختصر طور پر روشنی ڈالی اور بعد نماز جمعہ نماز جنازہ غائب پڑھائی اور صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے ایک تعزیتی قرار داد پاس ہوئی۔

حضرت شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری زندگی اسلام و احمدیت کی خدمت کیلئے وقف رکھی تبلیغی تربیتی اور تنظیمی میدان میں آپ کو سلسلہ احمدیہ کی گراں قدر خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم اور جلیل القدر صحابی حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے برادر نسبتی تھے۔ ادارہ بدر حضرت شاہ صاحب کے جملہ افراد خاندان سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے۔ اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے اور آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

مختصر حالات زندگی حضرت شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳ مارچ ۱۸۸۹ کو پیدا ہوئے ابتدائی ایام رعیہ ضلع سیالکوٹ میں گذارے جہاں آپ کے والد بزرگوار حضرت ڈاکٹر سید ... (باقی صفحہ ... پر)

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۲۵ رمئی ۱۹۶۷ء

خلافت کا مقام اور اس کی اہمیت

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد معلم مدرسہ احمدیہ قادیان

کائنات عالم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فطرت (Nature) خلا کو برداشت نہیں کرتی۔ اور دنیا کی ہر چیز میں توالد و تناسل کا سلسلہ جاری ہے۔ اور دوسری طرف ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ انسان ضعیف و کمزور ہے "وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا" ہر وقت اس کے لئے یہ احتمال ہے کہ ٹھوکر کھا جائے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے انبیاء اور ان کے بعد خلفاء کا سلسلہ جاری فرمایا ہے تاکہ ان کے ذریعہ روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا کیا جائے۔ قرآن مجید پر غور کرنے سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی آمد کے چار مقاصد بنیادی ہیں جیسا کہ فرمایا:۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔

(سورۃ الجمعہ آیت ۲)

یعنی انبیاء کی بعثت کی بنیادی اغراض یہ ہیں کہ (۱) تبلیغ حق اور دعوت الی الخیر کریں۔ اور اس ضمن میں ہستی باری تعالیٰ۔ ملائکہ۔ قرآن کی فضیلت۔ ضرورت نبوت والہام و وحی اور جزا سزا کے مسائل آجاتے ہیں۔ (۲) دوسری غرض شریعت سکھلا کر ان پر لوگوں کو عمل پیرا کرانا (۳) احکام شرعیہ کی حکمت سکھانا۔ اور ایمان کی فضیلت و حکمت سے باخبر کرنا۔ (۴) ہر قسم کی پاکیزگی پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہنا۔

چونکہ انبیاء بہر حال بشر ہونے کے اعتبار سے ایک محدود زندگی لے کر آتے ہیں اس لئے ضروری نہیں کہ یہ تمام کام مکمل طور پر نبی کی زندگی ہی میں پورے ہو جائیں۔ بلکہ ان کی زندگی میں صرف اس اعلیٰ مقصد اور روحانی انقلاب کی تخم ریزی ہوتی ہے اس مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے انبیاء کے قائم مقاموں کا آنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کوئی بھی باغبان بیج ڈالنے کے بعد پودے کو بغیر نگرانی کے نہیں چھوڑ سکتا۔ [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "الوصیت" میں فرماتے ہیں:۔

"اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے۔ اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔"

مقام خلافت

مندرجہ بالا تصریح کی روشنی میں ہمارے لئے یہ سمجھنا آسان ہے کہ "خلافت" کا نظام فی ذاتہ اپنے اغراض و مقاصد کے اعتبار سے نہایت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ کسی نبی کے قائم مقام ہونے کا اس کو اعزاز حاصل ہوتا ہے اور نبی کے بظاہر ناتمام اور ادھورے کاموں کی تکمیل اس کا فرض۔ لیکن موجودہ دور میں مقام خلافت کی عظمت کو سمجھنے کے لئے اس بات کو ملحوظ رکھنا بھی از حد ضروری ہے کہ "نظام خلافت" سے کس قسم کا نظام مراد ہے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کی کونسی صحیح تعبیر ہے۔ کیونکہ فی زمانہ انسان کا انداز فکر مختلف قسم کے باطل نظاموں سے متاثر ہو رہا ہے جیسے ڈکٹیٹرشپ، جمہوریت، فسطائیت، سوشلزم، کمیونزم اور امپیریلزم وغیرہ۔ اور آج کا انسان خلافت کے نظام کو بھی اپنے انہی خود ساختہ نظریات کی عینک سے دیکھتا ہے۔ لہذا یہاں مختصراً یہ ذکر کر دینا ضروری ہے کہ "نظام خلافت" "جمہوریت اور ڈکٹیٹرشپ کے بین بین ایک راہ ہے۔ انتخاب بے شک لوگوں کے ذریعہ ہوتا ہے لیکن درحقیقت خدائی تقدیر لوگوں کو اپنے خلیفہ کی طرف کھینچ کر لا رہی ہوتی ہے۔ اور منتخب شدہ خلیفہ عمر بھر کے لئے ہوتا ہے۔ اس کو معزول نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ کہ خلیفہ مومنین سے مشورہ ضرور لیتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر مشورہ کو وہ قبول بھی کرے اور نہ ہی وہ عوام کے سامنے جوابدہ ہے۔

پس ان تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے نظام خلافت کو جب ہم نبی کے قائم مقام ہونے کا درجہ قرار دیتے ہیں تو خود بخود ہمیں اس کے بلند مقام اور اس کی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آیئے ہم اس کی اہمیت و ضرورت پر ایک مختصر سا جائزہ لیں

وحدت کا قیام

انبیاء علیہم السلام کی آمد کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ پراگندگی اور انتشار جو ان کی آمد سے قبل موجود تھا اس کو دور کر کے تمام نسلِ انسانی کو ایک لڑی میں پرو دیں۔ بھائی چارہ پیدا کریں۔ اور قومی شیرازہ کو مجتمع کریں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

"وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا"

(آل عمران - آیت ۱۰۳)

یعنی تم خدا تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ تم سب دشمن تھے پھر خدا تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت پیدا کر دی جس کے نتیجہ میں اس کی نعمت کے طفیل تم سب بھائی بھائی بن گئے۔

پس نبی کی وفات کے بعد وحدت کے قیام کے لئے، قومی تنظیم اور شیرازہ کو مضبوط رکھنے کے لئے خلافت کا نظام از حد ضروری ہے ورنہ قوم کی یہی حالت ہو جائے گی کہ "تَحْسَبُهُمْ جَمِیْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰی" بظاہر وحدت نظر آرہی ہوگی لیکن دراصل دلوں میں بے انتہا دوری ہوگی۔ چنانچہ دیکھئے مسلمانوں میں جب سے نظام خلافت منقطع ہو گیا ہے اس وقت سے آج تک ان میں قومی وحدت پیدا نہ ہو سکی۔ ہر طرف تفرقہ و انتشار ہے۔ کئی فرقے اور پارٹیاں بن چکی ہیں جو ایک دوسرے سے انتہائی نفرت کا اظہار کرتی ہیں۔ اور یہ

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

جلسہ یوم خلافت

۲۸ رمئی کو تمام جماعتیں پورے اہتمام سے جلسے منعقد کریں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت کے مطابق جماعت احمدیہ کا مورخہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو خلافت پر اجماع ہوا۔ نبوت کے بعد خلافت خدا تعالیٰ کی طرف سے سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت کی اہمیت کو واضح کرنے اور شکرانہ کے لئے جماعتوں میں ہر سال اس تاریخ کو جلسہ کیا جاتا ہے امسال اس جلسہ کی تاریخ ۲۸ رمئی مقرر کی جاتی ہے یہ اتوار کا دن ہے اور اکثر ملازم پیشہ اور کاروباری احباب کو اس روز فراغت ہوتی ہے جملہ جماعتہائے احمدیہ سے درخواست ہے کہ پورے اہتمام کے ساتھ اس روز جلسے منعقد کریں اور احباب جماعت سو فیصدی ان جلسوں میں شریک ہوں۔ سوائے صحیح عذر کے کسی بھائی اور بہن کو جلسہ کی برکات سے حصہ لینے سے محروم نہیں رہنا چاہیئے امراء، پریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹریان دعوۃ و تبلیغ و تربیت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس جلسہ کو پورے طور پر کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ جلسہ کے بعد ایک ہفتہ کے اندر اندر رپورٹیں نظارت دعوۃ و تبلیغ میں پہنچ جانی چاہئیں۔ اس جلسہ کے لئے مندرجہ ذیل مضامین بالخصوص رکھے جائیں۔

۱۔ خلافت کا مقام اور اس کی اہمیت۔ ۲۔ برکات خلافت۔
۳۔ خلافت احمدیہ اور ہماری ذمہ واریاں۔ ۴۔ خلیفۂ وقت کی تحریکات۔ ۵۔ احمدیت میں خلافت ثالثہ کی خصوصیات۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خطبہ جمعہ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ذریعہ کعبۃ اللہ کی عالمگیر برکات کا ظہور ہوا

انسانی نفس کو کمال تک پہنچانے کیلئے جس چیز کی بھی ضرورت ہے، وہ قرآن کریم میں پائی جاتی ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۵ رمئی ۱۹۶۷ء

مرتبہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری انچارج صیغہ زود نویسی

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے آیت اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ کی تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا۔

دو ایک روز سے شدید نزلہ کا حملہ پھر ہو گیا ہے جس کا اثر گلے پر بھی ہے ویسے بھی بڑی تکلیف ہے لیکن مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے سمجھا کہ دوستوں سے مل لوں اور جو مضمون میں نے شروع کیا ہوا ہے۔ اس کا کچھ حصہ آج بیان کروں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرے۔

میں بتا رہا ہوں کہ ان آیات کریمہ میں جو تئیس مقاصد تعمیر بیت اللہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں وہ بعثت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کس طرح پورے ہوئے پچھلے ایک خطبہ میں وُضِعَ لِلنَّاسِ کی تفسیر اس پس منظر میں میں نے پیش کی تھی۔

دوسرا مقصد

جو ان آیات میں بیان ہوا ہے وہ یہ کہ خانہ کعبہ مُبٰرَکًا ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ مُبٰرَکًا کا لفظ یہاں دو معنوں میں لیا جا سکتا ہے۔ اول یہ کہ خانہ کعبہ اقوام عالم کے نمائندوں کی قیام گاہ بننے والا تھا اور تمام اقوام سے ایسے لوگ یہاں جمع ہوتے رہیں گے جو روحانی میدانوں کے شیر ہوں گے بہادری کے ساتھ ثابت قدم رہنے والے ابطال کی یہ قیام گاہ ہو گی۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اس معنی میں بیت اللہ ساری دنیا کے لئے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل مُبٰرَکًا کبھی نہیں ہوا۔ یعنی اقوام عالم کے دلوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل خانہ کعبہ کی اس بیت اللہ کی محبت اس رنگ میں کبھی پیدا نہیں ہوئی کہ وہ اس کی طرف کھنچے چلے آتے اور خانہ کعبہ میں کوئی ایسا سامان بھی نہ تھا کہ اگر اقوام عالم کے نمائندے وہاں پہنچتے تو ان کے دلوں کی تسکین کا وہ باعث بنتے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اس لحاظ سے

دنیا کا نقشہ بدل گیا

اقوام عالم کے دلوں میں ایک طرف بیت اللہ کی محبت پیدا ہو گئی تو دوسری طرف ایسے سامان بھی پیدا ہو گئے کہ لوگ وہاں جائیں اور روحانی یا منطقی یا عقلی یا دینی علوم سیکھیں اور وہ ایسے علوم ہوں جو تمام قوموں کو ہر زمانہ کے رہنے والوں کو دینی اور دنیوی فوائد پہنچا سکیں۔ اس معنے کے لحاظ سے تاریخی ثبوت اتنا واضح ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ اس غرض کو پورا کیا گیا ہے کہ اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

دوسرے معنی مُبٰرَکًا کے ہم یہاں یہ کر سکتے ہیں کہ یہ کہ گھر مولد بنایا جائے گا۔ ایک ایسی شریعت کا جس میں وہ تمام بنیادی صداقتیں اور ہدایتیں جمع کر دی جائیں گی جو انبیاء سابقین کی شریعتوں میں متفرق طور پر پائی جاتی تھیں۔ صرف قرآن کریم ہی ایک ایسی شریعت ہے جس نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ میں نے تمام پرانی صداقتوں کو اپنے اندر جمع کیا ہوا ہے۔ قرآن کریم سے قبل کسی شریعت نے بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا اور نہ وہ ایسا دعویٰ کر سکتے تھے کیونکہ ان کو نازل کرنے والا خدا جانتا تھا کہ ان شرائع کا نزول خاص قوموں اور ایک خاص زمانہ تک کے لئے ہے۔

قرآن کریم نے یہ دعوےٰ مختلف آیات میں کیا ہے جن میں سے بعض کو اس وقت اپنے دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ انعام میں فرمایا ہے۔ وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ یعنی یہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے۔ اور ایک ایسی شریعت ہے جو مبارک ہے تمام آسمانی کتابوں کی خوبیاں اور ان کی بنیادی صداقتیں گویا یہ کہ اس کے اندر آ گئی ہیں۔ اب تم اس کتاب مبارک کی کامل پیروی کرو (اتَّبِعُوْہُ) اس سے تمہیں

دو فائدے

پہنچیں گے۔ ایک تو یہ کہ تم خدا کی پناہ میں آ جاؤ گے خدا تمہاری ڈھال بن جائے گا اور وہ تمام شیطانی وساوس سے تمہیں بچائے گا کیونکہ اس کتاب مبارک کی اتباع کے بغیر تقویٰ کی جمیع راہوں کا عرفان بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور ان پر چل کر اللہ تعالیٰ کی کامل حفاظت کے اندر بھی انسان نہیں آ سکتا۔ اور دوسرا نتیجہ اس کا یہ نکلے گا کہ تُرْحَمُوْنَ اللہ تعالیٰ کے رحم کے تم مستحق ٹھہرو گے اور اس کے انعامات بے پایاں کے نتیجہ میں جسمانی اور روحانی آسودگی تمہیں حاصل ہو گی۔

اسی طرح دوسری جگہ (سورۃ الانعام کی آیت ۹۲) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا یعنی یہ قرآن عظیم الشان کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے پہلی تمام امتوں کی

ہر قسم کی برکات کی جامع ہے

(مبارک) اور ان بشارتوں اور پیشگوئیوں کے مطابق نازل ہوئی ہے جو اس کتاب کے متعلق پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں۔ نیز ان تمام شرائع سابقہ کی بنیادی صداقتوں اور ہدایتوں پر جو لعنت ثبت

کرنے والی ہے وہ اس کے اندر ان کو جمع کر دیا گیا ہے اسی طرح ام القریٰ یعنی مکہ اور وہ خانہ کعبہ کا یہ ثمرہ ہے اس لئے تم اہل مکہ اور اہل عرب کو خبردار کرو کہ جس اکمل شریعت کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا ہوا اور موعودہ شریعت تم پر نازل ہو گئی اگر تم اس سے منہ پھیر گئے تو جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ تمہیں پہلے سے خبردار کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے غضب کے تم مورد ہو گے اور عذاب النار کی طرف تمہیں کھینچ کر لے جایا جائے گا۔

اس آیت میں بڑی وضاحت سے یہ مضمون پایا جاتا ہے کہ مبارک کا تعلق نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اور ابراہیم کی پیشگوئیوں کے ساتھ ہے لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا میں یہ مضمون بڑی وضاحت سے بیان ہوا ہے۔

غرض دوسرے معنے کے لحاظ سے یہ خانہ کعبہ مبارک ہوا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے دنیا کے دلوں میں خانہ کعبہ کی محبت پیدا کی گئی۔ اور دنیا کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مکمل شریعت کا اس سے نزول ہوا۔

تیسری غرض

تعمیر کعبہ کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی کہ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ تمام جہانوں کے لئے اسے ہدایت کا مرکز بنایا جائے گا یعنی یہاں ایک ایسی شریعت نازل ہو گی۔ جس کا تعلق کسی ایک قوم یا کسی ایک زمانہ کے ساتھ نہ ہو گا بلکہ عالمین کے ساتھ ہو گا۔ تمام اقوام کے ساتھ ہو گا۔ تمام اکناف عالم کے ساتھ ہو گا تمام جہانوں کے ساتھ ہو گا اور تمام زمانوں کے ساتھ ہو گا

اس سلسلہ میں پہلی بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ پہلی کتاب سماوی کے نزول کے وقت انسان کی فکری استعدادیں اس لائق نہ تھیں کہ وہ کامل اور مکمل شریعت کی متحمل ہو سکتیں۔ اس لئے ان میں سے کسی کا بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ وہ تمام اقوام عالم اور ہر زمانہ کے لئے ہیں۔ لِلْعٰلَمِیْنَ ہونے کا دعویٰ قرآن سے پہلے کسی شریعت نے نہیں کیا۔ صرف قرآن کریم نے ہی یہ دعویٰ کیا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی دنیا کو یہ کہہ کر بتایا کہ میں تم سب کی طرف خدا کا رسول ہوں۔ قرآن کریم میں بہت سی آیات اس مضمون کی پائی جاتی ہیں۔ میں نمونہ کے طور پر [illegible] یہاں بیان [illegible]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء یعنی ہم نے تیرے پر وہ کتاب اتاری ہے جس میں ہر ایک چیز اور ہر ایک تعلیم کو بیان کر دیا گیا ہے۔ یعنی جو بنی نوع انسان کی روحانی ضروریات کے لئے بیان کرنا چاہئے تھے یعنی جو اعلیٰ علم کامل ہیں یا جو تعلیمیں بنی نوع انسان کی اعلیٰ روحانی ضروریات کے لئے ضروری تھیں وہ ہم نے اس کتاب میں بیان کر دی ہیں۔ اور دوسری جگہ فرمایا مافرطنا فی الکتاب من شیء یعنی نوع انسان کی کامل استعدادوں کی نشوونما کے لئے جس چیز کی بھی ضرورت تھی وہ اکمل بیان ہو گئی ہے۔ اور کوئی تعلیم اس کے باہر نہیں رہی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ دعویٰ کیا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی قرآن کریم کے ذریعہ دین اپنے کمال کو اور روحانی تمدن اپنے انتہا کو پہنچ گئی ہیں۔ اب صرف اسلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس آیت کی تفسیر

آپ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے ہی کامل تعلیم عطا کی اور قرآن شریف کا ہی ایسا زمانہ ہے جس میں کامل تعلیم عطا کی جاتی۔ پس یہ شرف کامل تعلیم کا جو قرآن شریف نے کیا یہ اسی کا حق تھا۔ اس کے سوا کسی آسمانی کتاب نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ جیسا کہ دیکھنے والوں پر ظاہر ہے کہ توریت اور انجیل دونوں اس دعوے سے دستبردار ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۷۵)

آپ نے توریت اور انجیل کے متعلق جو وعدہ کیا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ توراۃ نے تو یہ کہا کہ تمہارے بھائیوں میں سے ایک نبی مبعوث کیا جائے گا وہ خدا کا کلام تمہیں سنائے گا اور جو شخص اس کی نہیں سنے گا اور اس کی اتباع نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا مواخذہ ہوگا۔ سو اگر توراۃ کامل ہوتی تو توراۃ کے بعد کسی دوسری شریعت کے آنے کا امکان نہیں رہتا جس کے ماننے پر اللہ تعالیٰ نے کسی منصب کے تحت انسان آتا ہے۔

اور انجیل نے یہ کہہ کر دستبرداری کا اعلان کیا کہ بہت سی باتیں قابل بیان تھیں مگر تم ان کی ابھی برداشت نہیں رکھتے کیونکہ تمہاری استعدادیں ابھی کامل نہیں ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسلام کی سچائی ثابت کرنے کے لئے یہ ایک بڑی دلیل ہے کہ وہ تعلیم کی رو سے ہر ایک مذہب کو فتح کرنے والا ہے۔ اور کامل تعلیم کے لحاظ سے کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ ہر مذہب کو قرآن کریم اور اسلام فتح کرتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سامنے یہ اعلان کیا۔ وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہاں

الحق سے مراد

اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بھی ہے اور قرآن کریم بھی ہے۔

تو اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا جلالی ظہور ہوا۔ اور اس جلالی ظہور کے نتیجہ میں شیطان معہ اپنے تمام لشکروں کے بھاگ گیا اور اس کی تعلیمیں ذلیل اور حقیر ثابت ہوئیں اور اس کی قائم کردہ رسوم اور بدعات مشرکیہ کا گند ظاہر ہو گیا اور اس کے گروہ کو بڑی بھاری شکست ہوئی۔

پس قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ اس غرض کے لئے قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ چنانچہ سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ھو الذی ارسل رسولہ
بالھدیٰ ودین الحق
لیظھرہ علی الدین
کلہ ولو کرہ المشرکون
(آیۃ ۳۳)

مفسرین یہ بتاتے ہیں کہ اس آیت میں علی الدین کلہ تک کا جو ٹکڑا ہے قرآن کریم میں تین مختلف جگہوں پر آیا ہے اور ہر جگہ علیحدہ علیحدہ معانی اور مضمون کو بیان کرتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ بیان فرمایا کہ وہ خدا ہی ہے جو اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں کامل ہے۔ جس نے اس رسول کو

ہدایت اور دین حق

کے ساتھ مبعوث کیا ہے اور اس کی بعثت اور اس کے ظہور کی غرض یہ ہے۔ لیظھرہ علی الدین کلہ کہ تمام ادیان پر اس شریعت کی اور اس رسول کی برتری کو وہ ثابت کرے۔ دین حق کی برتری ثابت ہو گی تو دین لانے والے کی برتری خود بخود ثابت ہو جائے گی۔ یہاں لیظھرہ علی الدین کلہ کہا گیا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ تمام ادیان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دنیا میں موجود تھے لیکن ان کے حلیے اور شکلیں بگڑ چکی تھیں۔ جب بھی وہ اسلام کے مقابلہ پر آئیں گے شکست کھائیں گے۔ قرآن کریم میں ایسے سامان اللہ تعالیٰ نے رکھ دیئے ہیں اور اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اسلامی شریعت کے بعد اگر کوئی جھوٹا دین قائم ہو گا تو اس کے اوپر بھی یہ غالب آجائے گا۔ کیونکہ یہاں دین کے ساتھ سابقہ ادیان کی کوئی شرط نہیں لگائی گئی۔ مثلاً بہائی ہیں انہوں نے اپنا نیا دین بنایا قرآن کریم کے مقابلہ میں

قرآن کریم کا دعویٰ ہے

کہ ایسے ادیان جو شریعت اسلامیہ کے بعد پیدا ہوں ان کا سر کچلنے کی بھی قرآن میں طاقت ہے۔ کیونکہ یہ اس خدا کا کلام ہے جو علام الغیوب ہے جس کے علم میں ہیں وہ تمام باتیں جو آئندہ ظہور میں آنے والی ہیں۔

تو دین اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس کے مقابلہ پر نہ اگلے نہ پچھلے کوئی دین بھی نہ ٹھہر سکے۔ وہ ہر ایک پر اپنے عقلی دلائل کے ساتھ اور اپنی روحانی صداقتوں اور ہدایتوں کے ساتھ اپنی آسمانی تائیدات اور نصرتوں کے ساتھ غالب آنے کی طاقت رکھتا ہے۔

تو ھدی للعلمین تمام جہانوں کے لئے ہدایت ہونے کا دعویٰ صرف قرآن کریم نے کیا اور عملاً اسے ثابت بھی کیا ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ ھدی آیۃ کے چار معنے لغت میں بیان ہوئے ہیں۔

پہلے معنے کے متعلق جو خطبہ چھپا ہے اس میں کچھ تھوڑا سا ابہام ہے۔ اس کی میں وضاحت کر دیتا ہوں۔ ھدی آیۃ کے پہلے معنے یہ ہیں کہ عقل اور فراست کو جو انسان کی فطرت میں ہے اسے بھی ھدی آیۃ کہتے ہیں۔ یعنے عقل اور فراست ہے۔ اور علوم کے حصول میں اور اس کی تحقیق میں بھی انسان میں جو طاقتیں ودیعت کی گئی ہیں محض وہ کافی نہیں بلکہ ان کے لئے بھی آسمان سے کسی ہدایت کی ضرورت ہے۔

تو یہ قدر مشترک ہے تمام انسانوں میں۔ اس کا کسی مذہب کے ساتھ تعلق نہیں ہے اس قدر مشترک کو ہم اختلافی جگہ قانون کہتا ہے کہ میں کرتا ہوں۔ اور عقل تو خود اندھی ہے اگر نیر الہام اس کے ساتھ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ بتانے کے لئے کہ جسمانی قابلیتیں اور روحانی استعدادیں کافی نہیں ہوتیں۔ جب تک

اللہ تعالیٰ کا فضل

شامل حال ہو کر آسمان سے الہامی ہدایت کا سامان پیدا نہ کیا جائے۔ بہت سی مثالیں قرآن کریم میں دی ہیں۔ مثلاً ایک مثال یہ دی ہے کہ شہد کی مکھی کو ہم الہام کرتے ہیں اور قرآن کریم کا مفہوم یہ ایک لحاظ سے ہی نہیں بلکہ اپنی تعریف کے ماتحت انسانی تحقیق نے نہایت لطیف رنگ میں اور بڑی شان کے ساتھ قرآن کریم کے اس دعوے کو ثابت کیا ہے۔ چنانچہ شہد کی مکھی کے متعلق جو نئی تحقیق ہوئی ہے اس میں ایک یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ ان مکھیوں کی ملکہ (Queen Bee) جب انڈے دے رہی ہو تو انڈا دیتے وقت یہ الہام ہوتا ہے کہ انڈے میں نر بچہ پیدا ہوگا یا مادہ بچی ہوگی۔ چھتے میں مختلف جگہیں مقرر ہیں۔ ایک حصہ میں نر والے انڈے رکھتی ہے جن میں سے نر بچے پیدا ہونے ہوں اور چھتے کے ایک اور دوسرے حصہ میں ان انڈوں کو رکھتی ہے جن میں سے مادہ بچے پیدا ہونے ہوں گے۔ تو سینکڑوں ہزاروں انڈے ایک مکھی جسے ملکہ کہتے ہیں دیتی ہے اور ہر موقع پر جب وہ انڈے دے رہی ہو اس کو پتہ ہوتا ہے کہ اس میں سے نر نکلے گا یا مادہ نکلے گی۔

تو اس قسم کی بہت سی مثالوں سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ سمجھایا ہے کہ

محض اپنی طاقتوں اور قوتوں

اور محض اپنی عقل اور فراست اور محض اپنے علم اور محض اپنی تحقیق پر بھروسہ نہ کرنا جب تک آسمان سے تمہارے لئے ہدایت نازل نہ ہو تم کسی میدان میں کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ اور چونکہ عقل تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور وہ جو خدا تعالیٰ کے بتائے قوانین پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو الہام کرتا ہے اور نئے سے نئے مضامین ان کے ذہن میں ڈالتا ہے۔ عقلی میدان میں علم کے میدان میں خواہ کوئی مسلمان ہو یا عیسائی ہو یا دہریہ ہو یا کسی مذہب کے ساتھ یا کسی بدمذہبیت کے ساتھ یا لامذہبیت کے ساتھ اس کا تعلق ہو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ

نے عقل کو مشترک ورثہ بنا کر انسانوں کے لئے پیدا کیا ہے۔

قرآن یہ کہتا ہے

کہ علاوہ بعض دوسری ہدایتوں کے جو آسمان سے نازل ہوتی ہیں ہم عقل کی بھی راہنمائی کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو بڑے لطیف پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ وحی والہام کے ذریعہ انسانی عقلوں کو اللہ تعالیٰ تیز کرتا ہے اور پھر ذہن رسا سے جو علوم پرورش پاتے ہیں قرآن کریم ان سے خادموں کی طرح خدمت لیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"کہ خدا کی ہستی اور خالقیت اور اس کی توحید اور قدرت اور رحم اور قیومی اور مجازات وغیرہ صفات کی شناخت کے لئے یہاں تک علوم عقلیہ کا تعلق ہے استدلالی طریق کو کامل طور پر استعمال کیا ہے اور استدلال کے ضمن میں ...... تمام علوم کو نہایت لطیف اور موزوں طور پر بیان کیا ہے ...... اور علوم مذکورہ سے ایک ایسی شائستہ خدمت لی ہے جو کبھی انسان نے نہیں لی۔"

(سُرمہ چشم آریہ)

اور یہ قرآن کریم کا کمال ہے کہ باقی ادیان تو رائج الوقت علوم کے سامنے دب سکتے ہیں لیکن اسلام ہی ایک ایک ایسا دین ہے اور قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے جو کسی عقلی علم کے سامنے دبتی نہیں بلکہ اس کو خادم سمجھتی اور اس سے خدمت لیتی ہے۔

ھدایۃ کے دوسرے معنے

شریعت کے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو۔

تو ھُدًی للعٰلمین کے معنے یہ ہوں گے کہ وہ شریعت جو عالمین کے لئے، تمام جہانوں اور زمانوں کے لئے ہے اور صرف قرآن کریم ہی ھُدًی للعٰلمین ہے اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو مخاطب کر کے فرمایا انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعًا۔ قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ اس مضمون سے کہ وہ تمام زمانوں کے لئے ہے۔ یہ صرف ایک دعویٰ نہیں بلکہ ایک ناقابل تردید صداقت ہے جس کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں سنیئے۔

حضور فرماتے ہیں:۔

"جس قدر معارف عالیہ دین اور اس کی پاک صداقتیں ہیں اور جس قدر نکات و لطائف علم الٰہی ہیں جن کی اس دنیا میں تکمیل نفس کے لئے ضرورت ہے ایسا ہی جس قدر نفس امارہ کی بیماریاں اور اس کے جذبات اور اس کی دوری یا دائمی آفات ہیں یا جو کچھ ان کا علاج اور اصلاح کی تدبیریں اور جس قدر تزکیہ اور تصفیہ نفس کے طریق ہیں۔ اور جس قدر اخلاق فاضلہ کے انتہائی ظہور کی علامات وخواص و لوازم ہیں یہ سب کچھ باستیفاء تام قرآن مجید میں بھرا ہوا ہے۔ اور کوئی شخص ایسی صداقت یا ایسا نکتہ الٰہیہ یا ایسا طریق وصول الی اللہ یا کوئی ایسا نادر یا پاک طور مجاہدہ و پرستش الٰہی کا نکال نہیں سکتا جو اس پاک کلام میں درج نہ ہو"

(سُرمہ چشم آریہ)

اس کی تفصیل آگے حضورؑ نے بیان فرمائی ہے۔ پس قرآن کریم کا ہی یہ دعوےٰ ہے کہ انسانی نفس کو روحانی کمالات تک پہنچانے کے لئے جس جس ہدایت اور صداقت کی ضرورت تھی وہ سب میرے اندر پائی جاتی ہے۔ اگر تم میری اتباع کرو گے تو روحانی بیماریوں سے محفوظ ہو جاؤ گے اور روحانی ترقیات کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے اور تم اپنے نفس کا کمال حاصل کر لو گے اور یہ وہ شریعت جس کا یہ دعویٰ ہو عقلاً اسی کا یہ دعویٰ بھی ہونا چاہیئے کہ۔

غیر متناہی رفعتوں کے دروازے

میں تم پر کھول رہا ہوں اور قرآن کریم نے یہ دعوےٰ بھی کیا ہے کیونکہ قرآن کریم کے شروع میں ہی کہا کہ ھُدًی للمتقین کہ کوئی تقویٰ کے کسی بلند اور ارفع مقام تک ہی کیوں نہ پہنچ جائے۔ قرآن کریم اس پر تقویٰ کی مزید راہیں کھولتا ہے۔ پھر وہ آگے جاتا ہے۔ پھر وہ مزید بلندیوں کو حاصل کرتا ہے پھر اس سے بھی بلند تر روحانی رفعتیں اس کے سامنے آتی ہیں۔ پھر وہاں تک پہنچنے کی خواہش اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور قرآن کریم اس کی انگلی پکڑتا ہے اور کہتا ہے تم میری اتباع کرو میں تمہیں ان مزید رفعتوں تک بھی لے جاؤں گا۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلا جاتا ہے اور اس کی انتہا نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو دو طرح بیان فرمایا ہے ایک یہ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کے بے انتہاء فیوض ہیں ان فیوض کی حد بندی نہیں کی جا سکتی۔ اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے۔

اسی ضمن میں آپؑ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب

نوری شکل میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہا نالیاں ہوتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔"

(اخبار الحکم ۲۸ر فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷ بحوالہ تذکرہ طبع دوم صفحہ ۴۷۶)

تو قرآن کریم یا اسلام کا یہ دعویٰ کہ میں ھُدًی للعٰلمین ہوں انسانی نفس کو اس کے کمالات تک پہنچانے والا ہوں یہ اس طرح پورا ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ایک ایسا پاک وجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیر محدود رحمتیں آپ پر نازل ہوتی رہتی ہیں یا یوں کہنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی غیر محدود رحمتیں آپ پر نازل ہوتی رہتی ہیں یا یوں کہنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کے غیر محدود جلوے آپ پر ہر آن ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ تو جو شخص بھی آپ سے محبت کرے گا اور آپ کے لئے برکت اور رحمت اور سلام چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے ذاتی محبت کے بدلے کے طور پر ان تمام نعمتوں سے اس کو حصہ رسدی دیتا چلا جائے گا اور جب وہ شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل کچھ حاصل کر لے گا۔ اس عرفان کے ساتھ کہ ان سے غیر محدود برکتیں حاصل کی جا سکتی ہیں تو مزید برکتیں آپ سے حاصل کرنے کے لئے اس کے دل میں خواہش پیدا ہو گی اور وہ زیادہ جوش کے ساتھ اور زیادہ قلبی محبت کے ساتھ آپ پر درود بھیجنے لگے گا اور پھر زیادہ برکات کا اس پر نزول شروع ہو جائے گا۔

اور دوسرے قرآن کریم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ "قرآن کریم کا بھی یہ دعوےٰ ہے کہ میں

غیر محدود انوار

کے، میں غیر محدود برکات کے، میں غیر محدود مقامات قرب کے دروازے اپنے ماننے والوں اور قرآن کریم کی اتباع کرنے والوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنے والوں پر کھولتا ہوں چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

والذین آمنوا معہٗ نورھم یسعٰی بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر۔ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کی اتباع اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے نتیجہ میں اس دنیا میں نور عطا ہوتا ہے۔ وہ نور جس طرح اس دنیا میں ہمیشہ ان کے ساتھ رہتا ہے۔ اور ان کی رہنمائی کرتا ہے اور وہ ان راہوں کو ان پر روشن کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح دوسری دنیا میں بھی یہ نور مومن سے جدا نہیں ہوگا۔

اور یہ نہ سمجھ لینا کہ قرآن کریم کی کامل اتباع کے نتیجہ میں صرف اس دنیا کی غیر محدود رحمتوں کے دروازے کھلتے ہیں بلکہ مرنے کے بعد ان رحمتوں پر کوئی حد بندی نہیں لگائی جا سکتی اس وقت بھی رحمتوں کے یہ دروازے کھلے رہیں گے کیونکہ دوسری جگہ" فرمایا ہے کہ جو اس دنیا میں اندھا ہوگا وہ اس دنیا میں بھی بینائی کے بغیر ہوگا یہاں اس کے مقابل یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ جو اس دنیا میں روشنی اور نور رکھتا ہوگا وہ نور اس دنیا میں بھی اس کے ساتھ جائے گا۔ اور یہ نہیں کہ اس دنیا میں

روحانی ترقی کے دروازے

تو ایسے شخص پر رکے رہیں گے۔ اور وہاں جا کے صرف فصل کٹنے کے بعد جو اس کے پھلوں کے کھانے کا وقت ہوتا ہے وہی وقت ہوگا۔ اور پھر اور مزید ترقی اسے نہیں ملے گی۔ جو پہلے اس نے حاصل کر لی ان نعمتوں سے صرف وہی حظ اور سرور حاصل کرتا رہے گا۔ یہ بات نہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے انسانی روح کے لئے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ جو نعمت وہ قرآن کریم کی متابعت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس دنیا میں حاصل کرتا ہے وہ اس کے ساتھ جائے گا۔ اور وہاں بھی رک کی

ترقیات کے دروازے کھولتا رہے گا اور اُن کی راہوں کو روشن کرتا چلا جائے گا۔ اور کہیں بھی اس راہ نے ختم نہیں ہونا کیونکہ بندے اور خدا کے درمیان جو فاصلے ہیں ان کی انتہا نہیں۔ پس بندے اور خدا کے درمیان جو

مقامات قرب

ہیں ان کی حد بندی اور تعیین کیسے کی جا سکتی ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ

"اس آیت میں جو یہ فرمایا کہ وہ ہمیشہ یہی کہتے رہیں گے کہ ہمارے نور کو کمال تک پہنچا یہ ترقیات لا متناہیہ کی طرف اشارہ ہے یعنے ایک کمال نورانیت کا انہیں حاصل ہوگا۔ پھر دوسرا کمال نظر آئے گا۔ اس کو دیکھ کر پہلے کمال کو ناقص پائیں گے پس کمال ثانی کے حصول کے لئے التجا کریں گے اور جب وہ حاصل ہوگا تو ایک تیسرا مرتبہ کمال کا ان پر ظاہر ہوگا پھر اس کو دیکھ کر پہلے کمالات کو ہیچ سمجھیں گے اور اُس کی خواہش کریں گے۔ یہی ترقیات کی خواہش ہے جو اَتْمِمْ کے لفظ سے سمجھی جا سکتی ہے۔ غرض اس طرح غیر متناہی سلسلہ ترقیات کا چلا جائے گا۔ تنزل کبھی نہ ہوگا"

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۲-۴۱۳)

تو قرآن کریم نے ایسا دعویٰ بھی کیا۔ قرآن کریم نے ایسا کر کے بھی دکھایا یعنی ہزاروں لاکھوں مقدس بندے خدا تعالیٰ کے اسلام میں ایسے پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام سے نور حاصل کر کے۔ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے روشنی حاصل کر کے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے عشق سے ایک چنگاری لے کر ایسا نور حاصل کیا کہ وہ اس دنیا میں غیر متناہی ترقیات کے حامل ہوئے۔ اور جو انہیں اُخروی زندگی میں ملنے کا جس کا وعدہ اُن سے کیا گیا ہے اس کا تو ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ احادیث میں بیان ہوا ہے کہ وہ ایسی عجیب نعمتیں ہیں کہ ان کا تصور بھی انسان بیان نہیں کر سکتا۔

ہدایت کے ہوتے ہوئے

جب تم ایسے بنایا گیا۔ انجام بخیر ہونے کے ہیں یعنی جنت کے مل جانے کے۔ اور مقصد حیات حصول کے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کہ وہ لوگ جو قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔ اس پر وہ مضبوطی سے قائم ہیں۔ اور رب کی ربوبیت کاملہ نے جس کامل ہدایت کو نازل کیا۔ وہ اس ہدایت کے اوپر قائم ہیں۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں فلاح کا لفظ عربی زبان میں کامل کامیابی کو کہتے ہیں کہ جس کے مقابلہ میں کوئی کامیابی کامیابی نہیں رہتی جس میں کسی قسم کا کوئی نقص نہ ہو۔ جس میں کسی قسم کی کوئی خامی نہ ہو۔ جو بھرپور کامیابی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا۔ کہ جو لوگ اپنے رب کی ربوبیت کاملہ کا جو نمونہ انسان کی ربوبیت کرتا ہوا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں خاص بلند مقام پر ان کو اٹھا کر لے آیا اور کامل استعدادیں اور صلاحیتیں ان کو عطا کیں ہدایت پر قائم ہیں۔

وہ ایک حقیقی اور کامل فلاح اور کامیابی کو پاتے ہیں اور پہلی تمام امتوں سے آگے نکل جاتے ہیں۔

تو اس وقت اس خطبہ میں میں نے تعمیر کعبہ سے تعلق رکھنے والے دو مقاصد کے متعلق کچھ بیان کیا ہے۔ ایک یہ کہ (مبارکاً) اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ کعبہ کو مبارک بنائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ہر دو معنی میں بیت اللہ مبارک بن گیا اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ یہاں ایک ایسی ہدایت بھیجے جو ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْن ہو۔ شریعت کے کمال کی وجہ سے بھی۔ اور اپنے اشاعت کے لحاظ سے بھی۔ اور یہ وعدہ بھی قرآن کریم کے ذریعہ پورا ہوا ہے۔ دنیا میں تو کوئی اور شریعت تھی ہی نہیں۔ لیکن جو دوسری شریعتیں ہیں انہوں نے کبھی نہ یہ دعویٰ کیا۔ اور نہ وہ یہ دعویٰ کر سکتی تھیں۔ قرآن کریم نے ہی یہ دعوےٰ کیا ہے۔ اور قرآن کریم نے اس دعوےٰ کو

عملی میدان میں

ثابت بھی کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام میں ہزاروں لاکھوں ایسے مقدس وجود پیدا ہوئے۔ جن کی زندگیاں دلیل ہیں اس بات پر کہ جو بھی قرآن کریم کی اتباع کرتا اور اس ہدایت کے پیچھے چلتا ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْن قرار دیا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی انتہائی برکتوں سے حصہ لیتا اور اس کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ اور انسانی نفس کو کمال تک پہنچانے کے لئے اور اس کے تزکیہ کو پورا کرنے کے لئے جس چیز کی بھی ضرورت ہے وہ قرآن کریم میں پائی جاتی ہے۔ کیونکہ ان لوگوں نے قرآن کریم پر عمل کیا اور خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ان کا وجود مبارک اور کامل وجود بنا۔ اور اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اس بات پر گواہ ہے۔ کہ فی الواقع یہ لوگ خدا تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں اور روحانی میدانوں میں سر بخطاء رہ آن ان کا قدم آگے کی طرف بڑھا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اُن گروہ میں شامل کرے۔

حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحبؓ کی وفات (بقیہ صفحہ اول)

عبد الستار شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابہ میں سے تھے) ۱۹۰۳ء میں تعلیم کیلئے آپ کو قادیان بھجوایا گیا جس کی وجہ سے آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کرنے اور حضور کی مقدس صحبت سے فیضان حاصل کرنے کا موقع میسر آگیا ۱۹۰۸ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اس سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے موقعہ پر حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایما پر آپ نے خدمت دین کیلئے اپنی زندگی وقف کرنے کا عہد کیا پھر آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہو گئے لیکن دو سال بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر آپ کالج کی تعلیم چھوڑ کر قادیان آگئے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر بزرگان سلسلہ سے شرف تلمذ حاصل کیا

۱۹۱۲ء میں آپ عربی کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے مصر تشریف لے گئے کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد آپ بیروت اور ... تشریف لے گئے جہاں پر نہایت قابل اساتذہ آپ کو میسر آگئے۔ حصول تعلیم کے بعد سات ماہ تک ایک ترکی رسالہ میں بھی آپ کو کام کرنے کا موقعہ ملا۔ پھر آپ بیت المقدس گئے۔ صلاح الدین ایوبیہ کالج میں بطور پروفیسر متعین ہو گئے۔ جہاں پر آپ کو تاریخ ادیان انگریزی اور اردو پڑھانے کا موقع ملا کچھ عرصہ آپ سلطانیہ کالج کے وائس پرنسپل بھی رہے مئی ۱۹۱۹ء میں آپ واپس وطن تشریف لے آئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر ہدایت ۱۹۲۳ء میں آپ صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ منسلک ہو کر خدمت سلسلہ بجا لانے لگے۔ چنانچہ اس کے بعد اپنی آخری بیماری تک آپ نے مسلسل سلسلہ عالیہ احمدیہ کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ صدر انجمن احمدیہ میں ناظر دعوۃ و تبلیغ، ناظر تعلیم و تربیت، ناظر تجارت، ناظر تالیف و تصنیف ناظر امور خارجہ اور ایڈیشنل ناظر اعلیٰ کے عہدوں پر فائز رہے اور اس طرح ایک لمبے عرصہ تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک معتمد رفیق کار کی حیثیت سے مختلف محکموں میں آپ کو نہایت قابل قدر کام کرنے کی توفیق ملی۔

اس اثناء میں جماعت کے خلاف کئی خطرناک فتنے برپا ہوئے اور جماعت پر بہت سے نازک دور آئے لیکن ہر مرحلہ پر حضرت شاہ صاحب نے نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے فرائض کو ادا کیا اور حضور رضی اللہ عنہ کی خوشنودی حاصل کی۔ ۱۹۲۵ء۔ ۱۹۲۶ء میں آپ کو بلاد عربیہ میں بعنوان مبلغ بھی کام کرنے کا موقعہ ملا۔ از حد مصروفیت کے باوجود علمی میدان میں بھی آپ نے جماعت کی بہت سی خدمات سرانجام دیں چنانچہ آپ کی چوبیس کے قریب تصنیفات شائع ہو چکی ہیں۔ جلسہ سالانہ کے مواقع پر آپ کی تقاریر بھی ایک خاص رنگ رکھتی تھیں اور بہت پسند کی جاتی تھیں۔ ۱۹۲۹ء میں صحیح بخاری کا ترجمہ اور شرح لکھنے کا کام آپ کے سپرد کیا گیا جسے آپ بڑے شوق اور محنت سے کرتے رہے۔ چنانچہ اس وقت تک شرح کے آٹھ جزو شائع ہو چکے ہیں۔

مسلمانان کشمیر کی جدوجہد آزادی میں آپ کو حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر ہدایت گرانقدر خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے وقت آپ کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۴۷ء سے جنوری ۱۹۴۸ء تک آپ قید رہے۔

جب مرکز ربوہ قائم ہوا۔ تو یہاں کے ابتدائی دور میں بھی جبکہ بہت سی مشکلات درپیش تھیں۔ ایک عرصہ تک آپ کو بطور امیر مقامی اور بطور ناظر کام کرنے کا موقع ملا یکم جون ۱۹۵۴ء کو آپ صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت سے ریٹائر ہوئے لیکن اس کے بعد پھر آپ کو ناظر امور خارجہ متعین کر دیا گیا۔ چنانچہ اسی حیثیت سے آپ ۱۹۶۰ء تک جب کہ فالج کی وجہ سے آپ شدید بیمار ہو گئے کام کرتے رہے گویا ۱۹۰۸ء میں آپ نے خدمت دین کا جو عہد کیا تھا اُسے آخر تک نہایت عمدگی کے ساتھ نبھانے کی آپ کو توفیق ملی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

حضرت شاہ صاحب صاحب رؤیا و کشوف اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے کئی مواقع پر اللہ تعالیٰ نے رؤیا و کشوف کے ذریعے آپ کی رہنمائی کی اور اپنی بشارتوں سے آپ کو نوازا۔ نماز تہجد باقاعدہ ادا کرتے تھے قرآن کریم سے غایت درجہ محبت تھی۔ اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا گہرا مطالعہ رکھتے تھے۔ عربی اور اردو کے بلند پایہ ادیب تھے۔ غرض بہت ساری خوبیوں کے حامل تھے ایک لمبے عرصے تک تنظیمی تربیتی تبلیغی اور علمی میدان میں سلسلہ کی گرانبہا خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی حضرت شاہ صاحب نے پانچ لڑکیاں اور دو لڑکے یادگار چھوڑے ہیں۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ و ارفع درجاتہ فی اعلیٰ علیین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی جاری فرمودہ تحریکات

(اداریہ)

غلبۂ اسلام کے ضمن میں ان کی بنیادی اہمیت

از مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی بی۔اے ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

جب سے اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کو فضلِ الٰہی کی ردا اور موہبت کا حُلّۂ مقدسہ پہنایا اور آپ کو خلافتِ احمدیہ کی مسندِ جلیلہ پر متمکن فرمایا ہے اُس وقت سے لے کر اب تک آپ نے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور اُس کی مشیتِ خاص کے تحت جماعت میں حسبِ ذیل تحریکات جاری فرمائی ہیں :-

اوّل :- تعلیم القرآن کی تحریک اس تحریک کا مقصد یہ ہے کہ جماعت میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ رہے جو قرآن کریم ناظرہ نہ پڑھ سکتا ہو نیز جو قرآن کریم ناظرہ پڑھے ہوئے ہیں یا اس دوران میں جو قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کے قابل ہو جائیں وہ قرآن مجید کا ترجمہ سیکھیں اور پھر قرآنی علوم و معارف سے آگاہ ہو کر قرآنی انوار سے اپنے سینوں کو منور کریں۔

دوم :- وقفِ عارضی کی تحریک۔

اس تحریک کا مقصد یہ ہے کہ احباب جماعت دو ہفتے سے لے کر چھ ہفتے تک کا عرصہ وقف کریں اور حضور کی طرف سے انہیں جن جماعتوں میں متعین کیا جائے وہاں اپنے خرچ پر جا کر اور اپنے خورد و نوش کا خود انتظام کر کے مرکز کی زیرِ ہدایت تعلیم القرآن کے ساتھ ساتھ دیگر تربیتی اور اصلاحی امور سرانجام دیں۔

سوم :- مجلس موصیان کے قیام کی تحریک

اس تحریک کے تحت ضروری قرار دیا گیا ہے کہ مقامی جماعت میں جن احباب نے وصیت کی ہوئی ہے ان کی ایک علیحدہ مجلس علیحدہ ہو۔ وہ اپنا ایک علیحدہ صدر منتخب کریں اور اس صدر کی رہنمائی اور نگرانی میں اُن تمام فرائض کو کما حقہٗ بجا لائیں جو رسالہ "الوصیت" کی رُو سے قرآنی تعلیم پر عملدرآمد اور اس کی اشاعت کے سلسلہ میں ان پر عائد ہوتے ہیں۔

چہارم :- فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی تحریک

اس تحریک کا مقصد نہایت وسیع اور مضبوط بنیادوں پر ایک یادگاری فنڈ قائم کرنا ہے تاکہ دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے کی غرض سے سیدنا حضرت فضلِ عمر المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو رفیع الشان کام سرانجام دیئے اور جو حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دل و جان سے عزیز اور محبوب تھے انہیں زیادہ وسیع بنیادوں اور زیادہ مؤثر طریق پر جاری رکھ کر غلبۂ اسلام کی راہ کو ہموار سے ہموار تر کیا جائے۔

پنجم :- چندہ وقفِ جدید اطفال کی تحریک۔ اس تحریک کے تحت حضور ایدہ اللہ نے ہر احمدی طفل کے لئے لازمی قرار دیا ہے کہ وہ پچاس پیسے ماہوار کی شرح سے وقفِ جدید کا چندہ ادا کر کے اس کے مالی جہاد میں شریک ہو۔ حضور نے اطفال کو توجہ دلائی ہے کہ وہ چھوٹی عمر ہی میں وقفِ جدید کا مالی بوجھ اُٹھا کر ابھی سے مجاہد فی سبیل اللہ بنیں۔

پنجم :- اَطْعِمُوا الْجَائِعَ کی تحریک

اس تحریک کی رُو سے حضور نے احباب کو توجہ دلائی ہے کہ ہر جگہ اور ہر مقام پر ایسا انتظام کیا جائے کہ کوئی فردِ جماعت تنگدستی کی وجہ سے بھوکا نہ رہے۔

ہفتم۔ ان چھ تحریکوں کے علاوہ ایک اور نہایت اہم تحریک ہے جس کی طرف ابھی حضور نے صرف اشارہ ہی فرمایا ہے۔ یہ تحریک ایک تفصیلی پروگرام پر مشتمل ہے جو عنقریب حضور جماعت کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ حضور اس پروگرام کو جماعت کے سامنے رکھنے سے قبل آجکل احبابِ جماعت کے ذہنوں کو اس کیلئے تیار کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں حضور حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن کے خاندان اور اُن کی قوم و نسل کی عظیم الشان قربانیوں پر متعدد خطبات دے چکے ہیں جن میں سے پانچ خطبات الفضل میں شائع بھی ہو چکے ہیں۔ ابھی ان خطبات کا سلسلہ جاری ہے۔

اگرچہ ان تحریکات کی تعداد چھ یا سات ہے لیکن ان میں تعلیم القرآن کی تحریک کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے باقی تمام تحریکوں کی حیثیت وہی ہے جو درخت کے مقابلہ میں شاخوں کی ہوتی ہے۔ باقی تمام تحریکات اس بنیادی تحریک کو کما حقہٗ عملی جامہ پہنانے کی غرض سے ہی جاری کی گئی ہیں۔

یہ سب تحریکات نہایت درجہ اہمیت کی حامل ہیں۔ ان کی اہمیت اس امر سے ہی ظاہر ہے کہ یہ تحریکات اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور اس کے منشاء کے مطابق خود اُس کے مقرر کردہ خلیفۂ برحق کی جاری کردہ ہیں۔ نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ نے القائے خاص کے تحت اپنے خلیفۂ برحق سے انہیں جاری کرایا ہے بلکہ اس نے ان تحریکات کو کامیاب اور مثمر ثمرات بنانے کا خود ذمہ اُٹھایا ہے بلکہ اپنے مقرر کردہ خلیفہ کو ان کی کامیابی کی بشارت سے بھی نوازا ہے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے ان آسمانی تحریکات کی کامیابی سے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی عظیم الشان بشارت سے جماعت کو آگاہ کرتے ہوئے ۵ر اگست ۱۹۶۷ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا :-

"کوئی پانچ چھ ہفتہ کی بات ہے... ایک دن جب میری آنکھ کھلی تو میں بہت دعاؤں میں مصروف تھا اس وقت عالمِ بیداری میں میں نے دیکھا کہ جس طرح بجلی چمکتی ہے اور زمین کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک روشن کر دیتی ہے اسی طرح ایک نور ظاہر ہوا اور اس نے زمین کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ڈھانپ لیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس نور کا ایک حصہ جیسے جمع ہو رہا ہے۔ پھر اس (نور) نے الفاظ کا جامہ پہنا اور ایک پُر شوکت آواز فضا میں گونجی جو اس نور سے ہی بنی ہوئی تھی اور وہ یہ تھی ـــــ

"بُشْرٰی لَکُمْ"

یہ ایک بڑی بشارت تھی لیکن اس کا ظاہر کرنا ضروری نہ تھا ہاں دل میں ایک خلش تھی اور خواہش تھی کہ جس نور کو میں نے زمین کو ڈھانپتے ہوئے دیکھا ہے جس نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک زمین کو منور کر دیا ہے اس کی تعبیر بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مجھے سمجھائے۔ چنانچہ وہ ہمارا خدا جو بڑا ہی فضل کرنے والا ہے اس نے خود ہی اس کی تعبیر اس طرح سمجھائی کہ گزشتہ پیر کے دن میں ظہر کی نماز پڑھا رہا تھا اور تیسری رکعت کے قیام میں تھا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کسی غیبی طاقت نے مجھے اپنے تصرف میں لے لیا ہے اس وقت مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ جو نور میں نے اس دن دیکھا تھا وہ قرآن کا نور ہے جو تعلیم القرآن کی سکیم اور عارضی وقف کی سکیم کے ماتحت دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اس مہم میں برکت ڈالے گا اور انوارِ قرآنی اسی طرح زمین پر محیط ہو جائیں گے جس طرح اُس نور کو میں نے زمین پر محیط ہوتے دیکھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔"

(الفضل ۱۰ر اگست ۱۹۶۷ء)

تعلیم القرآن کی تعلیم سے متعلق یہ بہت بابرکت خدائی بشارت سنانے کے بعد حضور نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ وقفِ عارضی، مجلس موصیان کا قیام، فضلِ عمر فاؤنڈیشن اور دوسری تحریکیں دراصل تعلیم القرآن کی بنیادی تحریک کے ہی مختلف پہلوؤں پر مشتمل ہیں۔ اور ان کا باہم ایک دوسرے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

حضور کے اس خطبہ اور بالخصوص خطبہ کے مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے کہ یہ تمام تحریکیں خدائی تحریکیں ہیں۔ خدائے ذوالعرش نے خود ان تحریکات کو اپنے مقرر کردہ خلیفہ سے جاری کرایا ہے۔ اور انہیں غیر معمولی برکتوں اور فضلوں کا حامل بنایا ہے۔ یہ تحریکیں بہر حال کامیاب ہوں گی، انشاء اللہ۔ اور ان کے نتیجہ میں قرآنی علوم و معارف اور قرآنی انوار دنیا میں پھیلیں گے یہاں تک کہ یہ علوم اور یہ انوار پورے کرۂ ارض پر محیط ہوں گے۔ ان تحریکات کو کامیاب بنانے میں حصہ [illegible]

دراصل اپنے آپ کو قرآنی علوم و معارف اور انوار و برکات کا مورد بنانا ہے اس سے بڑھ کر خوش نصیبی کیا ہو سکتی ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدائی تقدیر سے ہم آہنگ کر لے اور اس طرح خدائی فیصلہ کے بموجب رونما ہونے والی عظیم الشان کامیابیوں اور کامرانیوں میں حصہ دار بنے۔

پھر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان کشف میں قرآنی انوار کے زمین پر محیط ہونے سے صاف عیاں ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریکیں اپنے مقرر کردہ خلیفہ سے اس لئے جاری کرائی ہیں تا دنیا میں اسلام کا موعود غلبہ رونما ہو یہی ان کی غایت غائی ہے اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو غلبۂ اسلام کا زمانہ قریب آنے کی بشارت دی اور پھر یکے بعد دیگرے حضور سے یہ تحریکات جاری کرائیں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اُس وقت جبکہ ابھی حضور نے ان تحریکات میں سے کوئی تحریک بھی جاری نہیں فرمائی تھی ایک خطبہ جمعہ میں ساری جماعت کو یہ آسمانی بشارت سنائی کہ غلبۂ اسلام کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:۔

”میں جماعت کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال جماعت احمدیہ کے لئے نہایت ہی اہم ہیں کیونکہ دنیا میں روحانی انقلاب عظیم پیدا ہونے والا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کونسی خوش بخت قومیں ہوں گی جو ساری کی ساری یا ان کی اکثریت احمدیت میں داخل ہوگی، وہ افریقہ کی ہوں گی یا جزائر کی یا دوسرے علاقوں کی، لیکن میں پورے وثوق کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب دنیا میں ایسے ممالک اور علاقے پائے جائیں گے جہاں کی اکثریت احمدیت قبول کر لے گی اور وہاں کی حکومت احمدیت کے ہاتھ میں ہوگی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۵ء مطبوعہ الفضل ۶ جون ۱۹۶۶ء)

اس عظیم الشان بشارت کے معًا بعد خدائی تصرف کے ماتحت تعلیم القرآن، وقف عارضی، مجلس موصیان، فضل عمر فاؤنڈیشن اور دوسری تحریکات کا پے درپے جاری ہونا صاف اس امر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ جلد تر ظاہر ہونے والے اس موعودہ غلبہ کے ساتھ ان تحریکات کا خاص تعلق ہے اور اس غلبہ کے ذرائع حصول کے طور پر ہی ان کا اجراء من جانب اللہ ظہور میں آیا ہے۔ ان تحریکات کے ذریعہ حضور مسلسل احباب جماعت کو قرآن مجید پڑھنے پڑھانے، اس کے علوم و معارف سیکھنے سکھانے، اس کی تعلیم کو اپنا دستور العمل بنانے اور دوسروں کو بھی اس پر کاربند کرانے کی بڑی شدومد کے ساتھ تلقین فرما رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ خدائی فیصلہ کے بموجب غلبۂ اسلام کا ظہور ان تحریکات کے ساتھ وابستہ ہے ان تحریکات پر عمل کرنے اور انہیں کما حقہٗ کامیاب بنانے کے نتیجہ میں انشاء اللہ العزیز اسلام کا غلبہ ظاہر ہوگا اور بہت جلد ظاہر ہوگا۔ اسی لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۵ اگست ۱۹۶۶ء کے خطبہ جمعہ میں جب ان تحریکات کی موعود کامیابی اور ان کے نتیجہ میں رونما ہونے والے عظیم الشان انقلاب کے بارہ میں خدائی بشارت پر مشتمل اپنا وہ کشف بیان فرمایا جس میں حضور نے قرآنی نور کو زمین پر محیط ہوتے دیکھا تھا تو حضور نے ساتھ ہی جماعت کو یہ خوشخبری بھی دی کہ غلبۂ اسلام کا موعود زمانہ اب قریب آگیا ہے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:۔

”نور کے اس نظارہ سے جسے میں نے ساری دنیا میں پھیلتے دیکھا ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی کامیاب اشاعت اور اسلام کے غلبہ کے متعلق قرآن کریم میں اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی اور ارشادات میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں جو خوشخبریاں اور بشارتیں پائی جاتی ہیں اُن کے پورا ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔ اس لئے میں پھر اپنے دوستوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پر واجب ہے کہ ہر احمدی مرد اور ہر احمدی عورت، ہر احمدی بچہ، ہر احمدی جوان اور ہر احمدی بوڑھا پہلے اپنے دل کو نورِ قرآن سے منور کرے، قرآن سیکھے، قرآن پڑھے، اور قرآن کے معارف سے اپنا سینہ و دل بھرے اور معمور کرلے یہاں تک کہ نور مجسم بن جائے۔ قرآن کریم میں ایسا محو ہو جائے، قرآن کریم میں ایسا گم ہو جائے، قرآن کریم میں ایسا فنا ہو جائے کہ دیکھنے والوں کو اس کے وجود میں قرآن کریم کا ہی نور نظر آئے اور پھر وہ ایک منظم اور اجتماعی حیثیت سے تمام دنیا کے سینوں کو انوارِ قرآنی سے منور کرنے میں ہمہ تن مشغول ہو جائے۔“

(الفضل ۱۰ اگست ۱۹۶۶ء)

حضور ایدہ اللہ نے احباب جماعت پر تعلیم القرآن کی سکیم اور اس سے متعلق دیگر تحریکات کی اہمیت واضح کرنے کے بعد اسی خطبہ میں ان تحریکات کے عملاً کامیاب ہونے کے لئے بہت پُر درد الفاظ میں دعا کی۔ حضور نے خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے اُس کے حضور یہ عرض کیا:۔

”اے خدا تو اپنے فضل سے ایسا ہی کر کہ تیرے فضل کے بغیر ایسا ممکن نہیں۔ اے زمین و آسمان کے نور تو ایسے حالات پیدا کر دے کہ دنیا کا مشرق بھی اور دنیا کا مغرب بھی، دنیا کا جنوب بھی اور دنیا کا شمال بھی نور قرآن سے بھر جائے اور سب شیطانی اندھیرے ہمیشہ کے لئے دور ہو جائیں۔“

(الفضل ۱۰ اگست ۱۹۶۶ء)

پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ یہ آسمانی تحریکات دنیا میں غلبۂ اسلام کے جلد تر ظہور کی ہی ضامن نہیں ہیں بلکہ ساتھ کے ساتھ یہ موجودہ دور کے اُن مخصوص اعمال صالحہ کی حیثیت بھی رکھتی ہیں جن کے ساتھ ہر احمدی کی فلاح و نجاح وابستہ ہے۔

اس ضمن میں یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر قسم کی کامیابیوں، فوز و فلاح، اجر و ثواب اور افضال و انعامات کو ایمان و اعمال صالحہ کے ساتھ وابستہ قرار دیا ہے۔ پھر قرآن مجید سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اعمالِ صالحہ سے صرف نیک اعمال ہی مراد نہیں بلکہ وہ نیک اعمال مراد ہیں جو مناسب حال ہوں یعنی وقت اور موقع محل جن کا خاص طور پر متقاضی ہو۔ یوں تو سارے ہی نیک اعمال کا بجا لانا مومنوں پر فرض ہوتا ہے لیکن بعض اوقات میں بعض خاص اعمال پر معمول سے بڑھ کر زور دینے اور ان کے بارہ میں خاص عزم و ہمت اور تعہد سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے اُس وقت وہ مخصوص اعمال محض نیک اعمال نہیں رہتے بلکہ اعمالِ صالحہ کے زمرہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص اور نیکیاں تو بجا لاتا ہے لیکن وقت کے تقاضوں کا پاس نہ کرتے ہوئے اُن خاص اعمال کی بجا آوری سے غفلت برتتا ہے جن پر باقتضائے وقت زور دینے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ معروف نیک اعمال بجا لانے کے باوجود وہ عند اللہ اعمالِ صالحہ بجا لانے والا شمار نہیں ہو سکتا اور نہ وہ اُن عظیم الشان انعامات کا مورد بن سکتا ہے جو اعمالِ صالحہ بجا لانے والوں کے لئے خدا نے مقدر کئے ہیں۔

اس امر کا فیصلہ کرنا کہ باقتضائے وقت کونسا نیک عمل، عمل صالح کہلانے کا مستحق ہے خلیفۂ وقت کا کام ہے وہ خدائی اقدار کے تحت اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں فیصلہ کرتا ہے کہ اس وقت اور ان حالات میں کن اعمال پر زور دینے کی ضرورت ہے۔ مومنوں کا کام صرف اور صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ محبت و عشق کے جذبہ سے سرشار ہو کر خلیفۂ وقت کی اطاعت کو لازم پکڑیں اور وہ جن نیک اعمال پر زور دینے کا حکم دے انہیں بدل و جان بجا لائیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو اُن کے دوسرے نیک اعمال یعنی ان کی نمازیں، اُن کے روزے، اُن کی زکوٰۃ اور اُن کے صدقات سب اکارت جاتے ہیں۔ اور اگر وہ دیگر نیک اعمال کے ساتھ ساتھ پورے عزم و ہمت اور تعہد کے ساتھ اعمالِ صالحہ بجا لائیں تو انہیں اللہ تعالیٰ غیر معمولی رنگ میں اجر و ثواب، افضال و انعامات اور فوز و فلاح سے نوازتا ہے اسی لئے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی

خلافت کا مقام اور اس کی اہمیت

(بقیہ صفحہ نمبر ۱۲)

ایک ایسی واضح حقیقت ہے کہ اس کا اعتراف غام مسلمانوں کو بھی ہے۔ چنانچہ لاہور کے ایک رسالہ "جدوجہد" نے جو اہل سنت سے تعلق رکھتا ہے اس حقیقت کا یوں اظہار کیا ہے کہ:۔

"سب سے بڑا ظلم جو مسلمانوں نے اپنی خود غرضی کی بنا پر کیا وہ یہ تھا کہ خلافت علیٰ منہاج (النبوۃ) کا سلسلہ ختم کر کے دم لیا .... صرف خلافت ہی ایک ایسا منصب تھا جو مسلمانوں کو منتشر ہونے نہ دیتا بلکہ ایک مرکز پر جمع رکھتا اور ایک نصب العین مقرر کر کے ان کی تنظیمی قوت کو قائم رکھتا ہے لیکن افسوس ہے کہ ان اعلیٰ روایات کے ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں نے خلافت کو قبا کو چاک کر کے جابر سلطانی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور امت کا شیرازہ اپنے ہاتھوں سے بکھیر دیا۔ خدائی قانون اور سنت نبوی کو قصۂ پارینہ بنا کر رکھ دیا اور امت مرحومہ کو بھیڑیوں اور درندوں کے حوالے کر دیا گیا جس سے فرقہ بندیوں کا سلسلہ شروع ہوا اور اسلام کی صورت مسخ ہو گئی۔ آج کل صرف اسماعیلی فرقہ اور احمدیہ جماعت دو ایسے فرقے ہیں جو خلافت علیٰ منہاج (النبوۃ) کے اصول پر چل رہے ہیں .... کیا باقی مسلمان جو اکثریت میں ہیں اور تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ایک خلافت اسلامیہ قائم نہیں کر سکتے ہ"

(رسالہ جدوجہد لاہور دسمبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۶)

غور فرمایئے کہ خلافت نہ ہونے سے آج تمام مسلمانوں کا شیرازہ کس قدر پراگندہ ہے۔ باوجود کروڑوں ہونے کے آج بھی ان میں اتحاد نام تک کو نہیں بلکہ خود مسلمان آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ہم نظام خلافت کے چلانے کا ردل سے اس موقعہ پر دو باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ نظام خلافت کا قائم کرنا انسانوں کا کام نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا کام ہے اور اس کا قیام اسی طرح ہو سکتا ہے جس طرح پہلے ہوتا چلا آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرماتا ہے ـــ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ..... الآیہ (سورۂ نور آیت ۵۶) یعنی خدا تعالیٰ نے مومنوں سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اس امت میں نظام خلافت کا قیام اسی طرح فرمائے گا جس طرح پہلے لوگوں میں چلا آیا ہے الغرض یہ خدائی کام ہے انسان کے بس کا نہیں ورنہ اب تک مسلمان کبھی نہ کبھی کو خلیفہ بنا سکتے جبکہ وہ عملاً کوشش کر کے ناکام ہو چکے ہیں۔

اسی ضمن میں دوسری بات یہ ہے کہ جب خلافت کے قیام کیلئے رو رو کر تمام مسلمان بے چین ہو رہے تھے ہم انہیں خوشخبری دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ اس نعمت کا قیام تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے جاری فرما دیا ہے اور انشاء اللہ اب اسلام میں قومی وحدت کامل طور پر خلافت احمدیہ ہی کے ذریعہ قائم ہو سکتی ہے اور یہ صرف زبانی بات نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کا سترسالہ عملی نمونہ ہمارے اس دعوے کی بین دلیل ہے۔

خطرات سے حفاظت

نبی کی وفات اس کی جماعت کے لئے ایک زلزلہ کے مترادف ہوا کرتی ہے اور یہ وقت جماعت کے لئے بڑا نازک اور ابتلاء والا ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ دیکھئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر امت محمدیہ کو مخالفین و مرتدین اور جھوٹے مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور سجاح کے فتنوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اگر امت پر ایک ہاتھ پر جمع نہ ہوتی تو ان فتنوں کا استیصال ممکن نہ تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ ـــ ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا کے مطابق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت خلافت سے سرفراز فرما کر امت کے اس خوف کو امن سے تبدیل کر دیا اور دین اسلام کو پھر سے نئی تازگی کے ساتھ کھلنا پھولنا نصیب ہوا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر دہلی کے اخبار کرزن گزٹ نے لکھا تھا کہ:۔

اب اس جماعت کا سر کٹ چکا ہے اس لئے یہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ لاہور اور دوسرے شہروں میں مخالفت کا جو طوفان بدتمیزی اٹھا وہ جماعت کو زلزلہ کے جھٹکوں کی طرح ہلا دینے کیلئے کافی تھا اور جماعت حیران تھی کہ اب کیا کیا جائے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جماعت کی باگ تھما کر جماعت کو خطرات کی آگ سے محفوظ رکھا اور پھر یہی نظارہ احمدیت میں خلافت ثانیہ اور ثالثہ کے انتخاب کے وقت بھی خدا تعالیٰ نے دکھلا دیا کہ کس طرح وہ مخالفین کی جھوٹی خوشیوں کو پامال کر دیا کرتا ہے۔ خصوصاً خلافت ثالثہ کے انتخاب کے وقت تو کئی منچلے اسی نقطۂ نظر سے ربوہ گئے تھے کہ وہ جماعت میں اس موقعہ پر افتراق دیکھیں لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت ان خطرات سے محفوظ رہی اور وہ منچلے اپنی حسرتوں میں ایک اور حسرت کا اضافہ کر کے چلے گئے۔

تائید الٰہی

اسلامی تعلیمات کو دیگر مذاہب کی تعلیمات کے مقابل جہاں اور بہت سی خصوصیات حاصل ہیں وہاں یہ خصوصیت بہت نمایاں ہے کہ اسلام نے ہر کام میں اجتماعیت پر زور دیا ہے حتیٰ کہ عبادت الٰہی میں بھی نماز باجماعت کو فضیلت حاصل ہے بہ نسبت تنہائی کی نماز کے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان اجتماعی رنگ میں یکرنگی اختیار کر کے خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو وہ اپنے افراد کا زیادہ سے زیادہ نزول فرماتا ہے لیکن اس اجتماعیت کیلئے بھی ایک واجب الاطاعت امام کا ہونا از حد ضروری ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت "جماعت" ہی کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "ید اللہ علی الجماعۃ" اور جماعت اس اجتماعیت کو کہتے ہیں جس کا ایک واجب الاطاعت امام ہو۔ پس خدائی تائیدات کو حاصل کرنے کیلئے مومنوں کو "جماعت" کہلانا ضروری ہے جو امام کے ماتحت رہ کر ہی کہلا سکتی ہے اور یہ چیز بھی خلافت ہی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے جس سے خلافت کی اہمیت عیاں ہے۔

دشمنوں پر غلبہ

تقدیم سے سنت الٰہیہ چلی آرہی ہے کہ جب کبھی خدا تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعہ ایک پاک معاشرہ بنانا چاہا اور دنیا کی اصلاح کرنی چاہی تو ہمیشہ باطل اور ابلیسی طاقتوں نے انبیاء کا مقابلہ کیا اور ہر طرح اس الٰہی سلسلہ کو ختم کرنا چاہا لیکن خدا تعالیٰ نے ان مخالفین کو ناکام و نامراد کر دیا۔ لیکن جب انبیاء اپنے مشن کی تکمیل کے بعد وفات پا جاتے ہیں تو پھر سے طاغوتی طاقتیں سر اٹھانے لگتی ہیں لہٰذا ان طاقتوں کو حسب حالات بعد میں بھی دبانے کیلئے اور دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے خلافت کا قیام ضروری ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ۔ "انما الامام جنۃ یقاتل من ورائہ" یعنی امام ایک ڈھال ہوتا ہے اور مومن اس کے پیچھے سے لڑائی کرتا ہے۔

جماعت کی تربیت و نگرانی

جیسا کہ مضمون کے ابتداء میں ذکر کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے رسالت کو تا قیامت قائم رکھنے کیلئے خلافت کا سلسلہ تجویز فرمایا ہے اور یہ بہت بھی بدیہی ہے کہ اگر نبی کی وفات کے بعد سلسلۂ خلافت قائم نہ ہو تو اس کی قائم کردہ جماعت کی نہ تو صحیح رنگ میں تربیت ہو سکتی ہے اور نہ ہی وہ دنیا کے باطل نظاموں اور گندی سوسائٹی کے سموم اثرات سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ دراصل جماعت کی تربیت و نگرانی ہر زمانہ میں اسی قدر ضروری ہے جس قدر جسم کے قیام اور بقاء کیلئے غذا اور یہ کام فی ذاتہٖ اتنا اہم ہے کہ اس کو قوم کی زندگی اور موت کا سوال کہہ سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ سورۃ النصر میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو توجہ دلائی ہے کہ آپ قوم کی ان کمزوریوں کیلئے استغفار فرمائیں جو صحیح تربیت نہ ہو سکنے کے نتیجہ میں پیدا ہو سکتی تھیں اہل علم اور خصوصاً تاریخ دان اصحاب سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ خلافت راشدہ کا دور ختم ہونے کے بعد جب امیر معاویہؓ کے ذریعہ ملوکیت کا دور شروع ہوا تو قوم کی تربیت و نگرانی نہ ہونے کے سبب کئی فرقے پیدا ہو گئے اور رفتہ رفتہ غیر شرعی باتوں کو بھی اپنانے لگ گئے۔ حتیٰ کہ مسلمان بادشاہ جو مسلمانوں میں اپنا وقار اور رعب قائم رکھنے کیلئے خلیفہ کے نام سے موسوم تھے اپنے محلوں میں ساغر و مینا سے شغل کرتے ذرا بھی نہ ہچکچاتے تھے اور یہ بات عوام مسلمانوں کے لئے بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بہرحال جماعت کی صحیح رنگ میں تربیت و نگرانی کیلئے بھی خلافت کا قیام نہایت ضروری ہے تاکہ تزکیہ نفوس کا کام بلاشبہ جاری رہے اور یہ امر واضح ہے کہ جب کسی قوم میں تزکیہ نفوس کا کام جاری رہتا ہے اور اس کی صحیح تربیت و نگرانی کا انتظام ہو تو وہ قوم اپنے اعلیٰ اخلاقی اقدار کو ساتھ لے کر ترقی کی طرف رواں دواں ہو گی اور اپنے عملی نمونہ سے شاعت حق کا فریضہ بھی سر انجام دیتے چلی جائے گی جسے دیکھ کر منکرین کے دل بھی بے اختیار اس جماعت میں داخل ہونے کیلئے تڑپ اٹھیں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے جیسا کہ قرآن مجید نے ان کے تڑپ کی ترجمانی یوں کی ہے کہ ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین (سورۃ الحجر آیت ۳)

نافرمان خلافت کے متعلق اسلامی نظریہ

خلافت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید نے آیت استخلاف میں نافرمان خلافت کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہے کہ "ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفٰسقون" (سورۃ النور آیت ۵۶) یعنی جو نظام خلافت کا انکار کرے گا وہ فاسق ہے۔

اور حدیث میں آتا ہے کہ "من خرج عن الطاعۃ و فارق الجماعۃ فمات میتۃ الجاھلیۃ" (مشکوٰۃ کتاب الامارۃ) یعنی جو شخص امیر کی اطاعت سے خروج کر جائے اور جماعت کے اتحاد سے الگ ہو جاتا ہے اور اسی حالت میں اس کی موت ہو جائے تو اس کی موت غیر اسلامی موت ہو گی اسی طرح حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ "من خلع یدًا من طاعۃ لقی اللہ یوم القیٰمۃ ولا حجۃ لہ ومن مات لیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ الجاھلیۃ"۔ (مشکوٰۃ کتاب الامارۃ)

اس میں بھی اطاعت سے نکلنے والے کی موت کو جاہلیت کی موت قرار دیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں جو شخص احکام خلافت کا منکر ہو اس کے لئے عملی کارروائی کا بھی حکم دیا ہوا ہے کیونکہ اس کی سرکشی موجب فتنہ ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "من اتاکم وامرکم جمیع علیٰ رجل واحد یرید ان یشق عصاکم و یفرق جماعتکم فاقتلوہ" یعنی اگر تمہارے پاس کوئی شخص آئے اس حال میں کہ تم ایک امیر کے ماتحت اکٹھے ہو اور وہ چاہے کہ تمہارے عصا کو توڑ دے اور تمہاری جماعت میں تفرقہ پیدا کرے تو ایسے آدمی کا مکمل طور پر سوشل بائیکاٹ کر دو (باقی صفحہ ...)

درویش فنڈ

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خاص توجہ کیلئے

"ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ قادیان کے درویشوں کی ضرورت کا خیال رکھے"

(حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رض)

احباب کو بخوبی علم ہے کہ تقدیر الٰہی کے ماتحت ۱۹۴۷ء میں جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز قادیان سے بھی اس کی کثیر آبادی کو ہجرت کرنی پڑی اور صرف ۳۱۳ درویش "خدمت دین" اور "حفاظت مرکز" اور "دیارِ حبیب" کو آباد رکھنے کے جذبہ کے تحت ٹھہرے رہے اور انتہائی تنگی اور مالی مشکلات کے باوجود قادیان میں سکونت پذیر رہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق کہ تجرد کا دور ختم کرتے ہوئے قادیان میں اہلی زندگی کے آثار پیدا کئے جائیں۔ درویشوں کی ہندوستان میں شادیاں کی گئیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب درویشوں اور اُن کے اہل و عیال کی تعداد ایک ہزار تک ہو گئی ہے۔

ان درویشوں کے لئے موجودہ حالات میں قادیان اور اس کے گرد و نواح میں کوئی ایسا کاروبار نہیں ہے جس سے درویش اپنے اخراجات خود پورے کر سکیں سوائے چند افراد کے جو قلیل آمد پیدا کر رہے ہیں۔ باقی سب درویشوں کی جملہ ضروریات قیام، طعام، لباس وغیرہ کا بار صدر انجمن احمدیہ کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ اور چندہ جات کی آمد کے مقابل پر بہت زیادہ اخراجات ہو رہے ہیں جن کی وجہ سے سالہا سال صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ آمد و خرچ غیر متوازن چلا آ رہا ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درویشوں کی ضروریات اور صدر انجمن احمدیہ کی مالی مشکلات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جماعتوں کو اس طرف توجہ دینے کی ہدایت فرمائی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"بیرونی جماعتیں اپنے غریب بھائیوں کی امداد کا خیال رکھیں خصوصاً قادیان میں جو اصحاب الصفہ رہتے ہیں ان کے متعلق ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ جس قدر غلہ اپنے لئے جمع کرے اُس کا چالیسواں حصہ اُن کے لئے نکال کر بھیج دے مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے وہ یہ غلہ صدقہ سمجھ کر نہ دیں بلکہ ایک اسلامی بھائی چارہ کے لئے قربانی سمجھ کر دیں۔ وہ یہ خیال کریں کہ جیسے انسان اپنی بیوی کو کھلاتا ہے اپنے بچوں کو کھلاتا ہے اور اُن کو کھلانا انسان کا فرض ہوتا ہے اسی طرح جماعت کے غرباء کی امداد کا اللہ کی طرف سے ان پر فرض عائد کیا گیا ہے۔"

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

"دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرے حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمتِ دین بجا لاویں پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہوں حقیقتاً ہم پر درویشوں کا یہ احسان ہے کہ وہ کھاری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ و خیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے جو شکرانہ اور قدردانی کے رنگ میں ہم اپنے روحانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔"

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رض اور صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں ۱۹۵۵ء میں "درویش فنڈ" کی تحریک کا اجراء کیا گیا تھا۔

تحریک کی ابتدائی دو تین سالوں میں تو مخلصین جماعت نے "درویش فنڈ" میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے اس کی آمد میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے۔ حالانکہ قادیان کی احمدی آبادی میں زیادتی کے باعث اخراجات کا بوجھ پہلے سے زیادہ ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے موجودہ مالی سال میں بھی درویش فنڈ کی تحریک کا بجٹ آمد مبلغ پندرہ ہزار روپے اور توقع کی گئی ہے کہ احباب جماعت مالی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے اپنے پیارے امام اور مرکز کی آواز پر لبیک کہیں گے۔ اور لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کے علاوہ "درویش فنڈ" کی تحریک میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر متوقع اضافہ آمد کی رقم کو پورا کر کے عنداللہ ماجور ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو زیادہ سے زیادہ خدماتِ دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

ایک سچّا اور سستا سودا

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

انجمن وقف جدید کے مالی سال کو شروع ہوئے پانچ ماہ گزر رہے ہیں لیکن ابھی تک چندہ وقف جدید کی مد میں اتنی رقم وصول نہیں ہوئی جس سے کہ وقف جدید کا خرچ پورا ہو سکے اس لئے عہدیداران جماعت و افراد جماعت سے التماس ہے کہ چندہ عام حصہ آمد وغیرہ کے ساتھ ساتھ چندہ وقف جدید کی وصولی کے لئے بھی خاص طور پر کوشش کریں تاکہ کسی دوست کے ذمہ بقایا رہ نہ جائے بلکہ چندہ مالی سال کی سو فیصدی ادائیگی ہو جائے تاکہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت مبارک میں سو فیصدی ادائیگی کرنے والی جماعتوں اور افراد کے نام دعا کے لئے پیش کئے جا سکیں اور وہ دُہرے ثواب کے مستحق بنیں۔ اس طرح بار بار یاددہانی کی ضرورت نہ پڑے

سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ فرماتے ہیں کہ:-

"ان یسئلکموھا فیحفکم تبخلوا وہ ایک گداگر اور بھیک منگے کی حیثیت سے تمہارا دروازہ نہیں کھٹکھٹاتا وہ اس فقیر کی طرح مانگنے والا نہیں جس کے متعلق تم حیثیت رکھتے ہو کہ تم اُسے کہو کہ بابا جاؤ ہم تمہارے کشکول میں بھیک نہیں ڈالتے بلکہ وہ آقا ہوتے ہوئے بھی اپنی رحمت کے جوش میں تمہارے ہی فائدہ کے لئے دروازہ پر آتا ہے اور ایک سچا اور سستا سودا تم سے کرنا چاہتا ہے۔ ...... فرمایا اگر بخل کا طریق تم اس الٰہی سلسلہ میں اختیار کرو گے اس سے تمہارے کچھ اور گند بھی ظاہر ہونگے کیونکہ بخل مالی قربانی سے کام نہیں لے رہا ہے کہ تمہارے دل میں مخلصین کے لئے کینہ موجود ہے تم مال اس لئے نہیں دیتے کہ تمہارے بعض بھائیوں کی ضروریات پوری ہوں گی یا اللہ تعالیٰ کے دین کی ضرورت پوری ہوگی تمہارے وہ بھائی جو اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر رہے ہیں۔ وہ جہاد کے میدان میں نکلیں گے اور ان اموال کو خرچ کریں گے یہ محض بخل ہی نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے خدا اور اس کے رسول اور مخلصین سلسلہ کے ساتھ تمہاری دشمنی ہے تو یہ بخل جو ہے ظاہر کر دیگا تمہارے اس کینے کو اور تمہاری جو قلبی بیماریاں ہیں اُن کے ظاہر کرنے کا ذریعہ بن جائے گا۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل نازل فرمادے اور اپنی رحمتوں و فضلوں سے نوازے۔ آمین

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

ضروری اعلان

مکرمی مولوی نور الحق صاحب نے اور انکی والدہ صاحبہ نے مکرمی صوفی غنی محمد صاحب درویش مرحوم کے ترکہ کی تقسیم کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر ان کے کسی رشتہ دار اور دوست کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تاریخ اشاعت سے تین ہفتہ کے اندر اندر دفتر قضاء کو مطلع کریں۔ ورنہ ترکہ تقسیم کر دیا جاوے گا۔

ناظم قضاء سلسلہ احمدیہ قادیان

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی وفات پر

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کی قرارداد تعزیت

آج بروز جمعہ بعد نماز جمعہ حضرت امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان نے حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کی نماز جنازہ غائب مسجد اقصیٰ میں ادا کی جس میں سب درویشان قادیان شریک ہوئے۔ بعد نماز جمعہ حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت قادیان نے حضرت شاہ صاحبؓ کے مناقب جلیلہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اپنی ساری عمر خدمت سلسلہ میں بسر کی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے قرب میں رہ کر انہیں ایک عرصہ ناظر امور عامہ وخارجہ کے طور پر کام کرنے کا موقعہ ملا۔ آپ عربی اور اسلامی علوم کے دلدادہ تھے۔ آپ نے بخاری شریف کا ترجمہ اور بہت سی عربی کتب کا بھی ترجمہ کیا ہے۔ آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحبؓ کے بڑے فرزند تھے۔ اور خود بھی صاحب رویا و کشوف بزرگ تھے۔ ان کی وفات پر ہم سب کو بہت صدمہ ہوا ہے۔

اس کے بعد یہ قرارداد تعزیت پاس کی گئی کہ تمام درویشان قادیان حضرت شاہ صاحبؓ کی وفات پر گہرے رنج اور صدمہ کا اظہار کرتے ہیں۔ اور حضرت شاہ صاحبؓ کی بیگم صاحبہ۔ حضرت چھوٹی آپا صاحبہ محترم سید عبد الرزاق شاہ صاحب اور ان کی اولاد سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحبؓ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بدر الدین عامل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

ضروری اعلان

قافلہ برائے شمولیت جلسہ سالانہ ربوہ (پاکستان)

احباب کو علم ہے کہ گذشتہ سال ۵۰۰ افراد کو جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کیلئے حکومت ہند کی طرف سے منظوری ملی تھی لیکن چونکہ یہ منظوری دیر سے ہوئی تھی۔ اس لئے بھارت کی دوسری جماعتوں کے نمائندگان کو جلسہ میں شمولیت کا موقعہ نہیں مل سکا تھا۔ اس سال بھی نظارت ہذا کا منشاء ہے کہ حکومت ہند سے ۵۰۰ افراد کو جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کے لئے منظوری دیئے جانے کی درخواست کی جائے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ قادیان سے قافلہ میں آنے والوں کی تعداد تین صد ہو۔ اس لئے نظارت ہذا بیرونی جماعتوں سے دو صد نمائندگان کے اسماء فہرست میں شامل کرنا چاہتی ہے۔

اس لئے جملہ عہدیداران جماعت سے درخواست کی جاتی ہے کہ ان کی جماعتوں سے جو احباب جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کے لئے جانے کی خواہش رکھتے ہوں ان کے اسماء مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ جلد از جلد نظارت امور عامہ میں بھجوا دیں۔ ایسی اطلاعات ۸ رجون ۱۹۶۷ء سے قبل نظارت ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں۔ تاکہ فہرست بروقت حکومت میں داخل کی جاسکے۔

نام ۔ ولدیت ۔ عمر ۔ تاریخ پیدائش ۔ مقام پیدائش ۔ موجودہ پورا پتہ تحصیل و ضلع وغیرہ۔

ناظر امور عامہ قادیان

خلافت کی برکات (بقیہ صفحہ نمبر ۹)

متعدد زبانوں میں تراجم۔ مخالفین کا مقابلہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیح دعوے کو دنیا کے سامنے پیش کرکے احمدیت کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی خلافت ثانیہ کے دور میں ہوئی اور خلافت کی برکات سے احمدیت کو چار چاند لگے ایک طرف خلافت نے مخالفت کا سامنا کیا اور مخالفین کا سر کچلا۔ دوسری طرف ان باغیوں کا بھی کامیاب مقابلہ کیا اور قرآن کریم کے حقائق و معارف کے دریا بہائے۔ جماعت نے تنظیمی و تبلیغی امور میں بڑھ چڑھ کر کام کیا۔ یہاں تک کہ مخالف بھی اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ سب برکات خلافت کی تھیں۔ اس کے برعکس اہل پیغام نے عبرت کے کئی مقام دیکھے مگر اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے۔ ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُس درجہ کو گھٹانا چاہا۔ جس پر خدا تعالیٰ نے آپؑ کو فائز کیا تھا۔ تا عوام میں مقبول ہوں۔ مگر دنیا نے ان کی منافقانہ چالوں کو خوب سمجھا۔ اور ان کی توقعات پوری نہ ہو سکیں۔

خیر باون سالہ خلافت ثانیہ کے دور کے بعد جماعت پر پھر ایسا وقت آیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اللہ کو پیارے ہوئے۔ تب خدا تعالیٰ نے خلافت ثالثہ کے ذریعہ جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ خدمت دین کے لئے ایک نئی روح عطا فرمائی۔ آج سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جماعت کی روحانی ترقیات کے علاوہ علمی اضافہ کا بھی باعث بن رہے ہیں۔

پس مبارک ہے وہ شخص جو خلافت کے دامن کو نہ چھوڑے اور الامام جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِن وَرَائِهِ کے مطابق خلیفہ برحق کی قیادت میں دین کی خدمت کے لئے آگے ہی آگے چلا جائے۔!!

(بقیہ صفحہ نمبر ۱)

پس قرآن و حدیث کی روشنی میں جب خلیفہ وقت اور اس کی تعزیری فرق اور درجا بلند کرتی ہے تو معلوم ہوا کہ اسلام نے مقام خلافت کو بہت اہم جانا ہے اور جن لوگوں نے اس کی اہمیت کو نہیں سمجھا خواہ جان بوجھ کر یا بے خبری کی وجہ سے اور ستارہ ان لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کیونکہ وہ بزبان حال گویا یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ وہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جس کے لئے عام مسلمان ترس رہے ہیں وہ نعمت جو خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ کے لئے خلافت کی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اور آپ کے بعد پھر سے جاری فرما دیا ہم خدا کے اس انعام کو رد کر دیتے ہیں۔ ہمیں نظام خلافت کی کوئی ضرورت نہیں۔ غور کیجئے کہ خدائی انعامات کو ٹھکرا دینے کا کیا انجام ہوتا ہے؟؟

درخواست دعا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے نوازش فرمایا ہے تمام کمائیوں اور بندوں سے زندہ و مسعود کرے اور اسے عمر اور نیک صالح اور خادم دین بنائے کی درخواست دعا کرتی ہوں۔

زاہدہ بیگم حیدرآباد